حکمراں طبقہ اسلام کی نظر میں

از

(جناب مولانا محمد ظفیر الدین صاحب مفتاحی)

موجودہ دور میں ظلم و جور کی جیسی فراوانی ہے، وہ کسی انسان سے پوشیدہ نہیں، اور پھر اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر شخص پریشان ہے، کسی کو ایک لمحہ کے لئے چین نہیں، اسلامی ممالک کا حال اس نقطۂ نظر سے اور بھی زیادہ قابلِ صد افسوس ہے، دنیا کی یہ ساری پریشاں حالی انجام ہے خدا سے رشتہ توڑنے اور اس کے احکام سے روگردانی کا، انسان سمجھتا ہے کہ ہم اپنے دل و دماغ پر بھروسہ کر کے سارے معاملات کو سلجھا سکتے ہیں، اپنا یقین اور دنیا کا تجربہ ہے کہ یہ خام خیالی ہے۔

ربّ العالمین نے جہاں تمام شعبہ جات زندگی کے لئے قوانین بنائے ہیں، وہاں اس گوشۂ زندگی کو بھی تشنہ نہیں چھوڑا ہے، بلکہ اس شعبۂ زندگی کا بھی پورا قانون مرتب فرمایا ہے، اور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تشفی بخش وضاحت فرمائی ہے۔

ملک میں امن و امان کی ذمہ داری حکمراں طبقہ پر ہے، ٹیکس وصول کرنے کا مطلب یہ ہے، کہ حکومت ذمہ داری قبول کرتی ہے کہ ملک کے تمام انسانوں کی عزت و آبرو، مال و دولت اور جان و جسم کی حفاظت حکومت کا فریضہ ہے، جس حکومت کے افراد اپنی ان ذمہ داریوں کا احساس نہ رکھیں، وہ نااہل اور حکومت کے دشمن ہیں، جتنا جلد ممکن ہو، ایسے افراد کو حکومت کی ذمہ داریوں سے علیحدہ کر دیا جائے، اور ان کی جگہ دوسرے لائق آدمی بحال کئے جائیں۔

اسلام نے بڑی تفصیل سے بتایا ہے کہ افرادِ حکومت کے کیا فرائض ہیں، اور جو

اپنے فرائض بجا نہ لائے، وہ اسلامی قانون میں عند اللہ کتنا بڑا مجرم ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی،

اس سلسلہ میں سب سے پہلے قرآن پاک کی اس آیت کو پڑھیں، رب العالمین فرماتے ہیں

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا	بلا شبہ اللہ تعالیٰ تم کو اس بات کا حکم دیتا ہے
الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا وَ اِذَا	کہ تم اہل حقوق کو ان کے حقوق پہنچا دیا کرو
حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا	اور جب لوگوں میں تصفیہ اور انصاف کرنے
بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِہٖ	بیٹھو تو انصاف کے ساتھ تصفیہ کرو، اللہ تعالیٰ
اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا (النساء-۸)	جس بات کی تم کو نصیحت کرتا ہے وہ بہت اچھی ہے اور اللہ سننے دیکھنے والا ہے۔

اس آیت میں حکومت کے ذمہ دار افراد کو ان کی ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، اور بتایا گیا ہے کہ اہلِ حکومت کے فرائض کیا ہیں، اس آیت کا تفسیری ترجمہ حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانِ قلم سے ملاحظہ فرمائیں، لکھتے ہیں،

"اے اہل حکومت خواہ تھوڑوں پر حکومت ہو، خواہ بہتوں پر، بے شک اللہ تعالیٰ تم کو اس بات کا حکم دیتے ہیں، کہ اہلِ حقوق کو ان کے حقوق جو تمہارے ذمہ ہیں، پہو نچا دیا کرو، اور تم کو یہ بھی حکم دیتے ہیں کہ جب محکوم لوگوں کا تصفیہ کیا کرو، ایسے حقوق میں جو ان میں باہم ایک دوسرے کے ذمہ ہیں، تو عدل و انصاف سے تصفیہ کیا کرو، بے شک اللہ تعالیٰ جس بات کی تم کو نصیحت کرتے ہیں، وہ بات بہت اچھی ہے دنیا کے اعتبار سے بھی، کہ اس میں بقاء حکومت ہے، اور آخرت کے اعتبار سے بھی، کہ موجب قرب و ثواب ہے، بلا شک اللہ تعالیٰ تمہارے اقوال کو، جو دربارۂ امانت و تصفیہ کے تم سے صادر ہوتے ہیں، خوب سنتے ہیں، اور تمہارے افعال کو، جو اس باب میں تم سے واقع ہوتے ہیں، خوب دیکھتے ہیں، تو اگر کمی و کوتاہی

کرو گے، مطلع ہو کر تم کو سزا دیں گے"[1]

اس مختصر سی آیت میں رب العزت نے جو معجزانہ پیرایہ اختیار کیا ہے، اور جس طرح حکمراں طبقہ کے فرائض کو بیان کیا ہے اس کا آپ کو اندازہ ہوا ہو گا، اور آپ نے محسوس کیا ہو گا کہ اسلام کے قانون میں اہلِ حکومت کی کیا ذمہ داری ہے، اور ذمہ داری میں کوتاہی اور غفلت کرنے پر کیسی وعیدِ شدید ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلہ میں جو کچھ فرمایا ہے ان میں سے بھی یہ چند حدیثیں سامنے رکھ کر سوچئے اور فیصلہ کیجئے، کہ اسلام نے خلیفہ اور حکمراں طبقہ پر کیا فرائض عاید کئے ہیں، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ما من عبد يسترعيه الله رعية	اللہ جس بندہ کو بھی رعیت کا نگراں بنائے
فلم يحطها بنصيحة الا لم يجد رائحة	اور وہ اپنی خیر خواہی سے رعیت سے ظلم دور
الجنة متفق عليه (مشکوۃ کتاب الامارۃ)	نہ کرے، تو وہ جنت کی بو بھی نہ پائے گا۔

ایک دفعہ آپ نے ارشاد فرمایا بدترین فرمانروا وہ ہے جو پبلک پر ظلم کرے اور اور ان پر رحم و کرم نہ کرے[2]، ایک حدیث میں ہے کہ سید الکونین نے فرمایا تم جانتے ہو قیامت کی گرمی جب شباب پر ہو گی اور اللہ کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہو گا تو اس وقت اللہ تعالیٰ کے سایہ کی طرف کون لوگ پناہ لینے کے لئے بڑھیں گے، صحابہ کرام نے فرمایا کہ اللہ اور اس کا رسول بہت علم رکھتا ہے آپ نے فرمایا وہ افرادِ حکومت کہ جب ان سے کلمۂ حق کہا جاتا ہے تو بے چون و چرا قبول کرتے ہیں، جب کوئی ان سے اپنے حق کا مطالبہ کرتا ہے تو وہ اس پر اس کا حق خرچ کرتے ہیں، اور جب وہ لوگوں میں فیصلہ کرنے کے لئے عدالت کی کرسی پر بیٹھتے ہیں، تو، اپنے حق میں انصاف کرنے کی طرح لوگوں میں انصاف کرتے ہیں[3] (جیسا کہ قرآن

---

[1] بیان القرآن ج ۲ ص ۱۲۶ [2] و [3] مشکوۃ کتاب الامارۃ

میں رب العالمین کا ارشاد ہے کہ اے ایمان والو اللہ کے واسطے انصاف کرو گو اپنے خلاف یا والدین اور رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ کرنا پڑے)

حضرت معقل بن یسار رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو حکمران کسی رعیت پر ظلم کرے گا، یا اس کے حق میں خیانت کرے گا تو اللہ تعالیٰ ایسے حکمراں پر جنت کی بو حرام کردے گا[1] ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میری امت کا کوئی فرد لوگوں کی کسی چیز کا والی بنایا جائے اور وہ پبلک کی اسی طرح حفاظت و نگرانی نہیں کرے جس طرح وہ اپنی اور اپنے گھر والوں کی حفاظت و نگرانی کرتا ہے تو ایسا شخص جنت کی بو بھی نہ پائے گا۔[2]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ہے۔

اے اللہ! جو میری امت کے کسی معاملہ کا ذمہ دار اور نگراں بنایا جائے، اور وہ ان پر ناحق سختی کرے، تو تو بھی اس پر سختی فرما اور جو میری امت کے کسی شعبۂ زندگی کا ذمہ دار ہو، اور وہ ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرے، تو تو بھی نرمی فرما۔[3]

اسی طرح ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ بہترین افرادِ حکومت کون ہیں اور بدترین کون؟ ارشاد فرمایا بہترین افرادِ حکومت تم میں وہ لوگ ہیں، جن سے تم کو محبت ہو اور ان کو تم سے محبت و پیار ہو، تم ان کے حق میں دعا کرو، اور وہ تمہارے لئے دعا گو ہوں اور بدترین افرادِ حکومت وہ ہیں جن کو تم مبغوض رکھو اور وہ تم کو مبغوض رکھیں، تم ان کو لعنت کرو وہ تم کو لعنت کریں۔[4]

جو کچھ عرض کیا جارہا ہے غور سے پڑھیں اور سوچیں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ حکومت پر کیا ذمہ داری عاید کی ہے اور پھر ان ذمہ داریوں میں کوتاہی پر اسلام

---

[1] مشکوٰۃ کتاب الامارۃ عن البخاری و مسلم صـ۳۲۱ و جمع الفوائد ج۱ صـ۳۱۶ [2] جمع الفوائد ج۱ صـ۳۱۸
[3] جمع الفوائد ج۱ صـ۳۱۶ [4] مشکوٰۃ کتاب الامارۃ عن مسلم

نے کتنی گرفت کی ہے، پیغمبر اسلام نے ارشاد فرمایا

من ولی من امر الناس شیئا	کوئی لوگوں کے کسی محکمہ کا ذمہ دار ہو اور وہ
ثم اغلق بابه دون المسلمین	مسلمان، یا مظلوم اور یا حاجت مند پر اپنا
او المظلوم او ذی الحاجة اغلق	دروازہ بند کرے، تو رب العالمین بھی اس پر
اللہ دونه ابواب رحمته عند	اپنی رحمت کا دروازہ اس وقت بند کرلیں گے
حاجته و فقره افقر ما یکون الیه	جب اس کو ضرورت یا محتاجی پیش آئے گی۔

(مشکوٰۃ کتاب الامارۃ)

اس حدیث کے راوی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اسی وجہ سے دستور تھا کہ انھوں نے ایک آدمی ہی مقرر کر رکھا تھا، جو لوگوں کی ضرورتیں لاکر ان کے سامنے پیش کرتا، تاکہ کوئی حاجت مند ایسا باقی نہ رہے جس کی حاجت نہ پہنچ سکے، یا وہ اپنی کسی مجبوری سے خود حاضر نہ ہو سکے۔

دوسری حدیث میں اسی مضمون کو اس طرح ادا کیا گیا ہے کہ اگر افرادِ حکومت میں سے کسی نے ایسا وطیرہ اختیار کیا جس سے ضرورت مند اپنی حاجت روائی نہ کر سکیں اور خلیفہ اور والی تک نہ پہنچ سکیں، تو رب العالمین ایسے فرد کی دعا قبول نہیں کرتا، اور اس کی آرزو کے پورا ہونے میں رب العزت کی رحمت دستگیری نہیں کرتی۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ اپنے گورنروں کو ہدایت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ گورنر کسی طرح پبلک پر سختی نہ کرنے پائیں، اور نہ ان کا مال غصب کرنے کی سعی کریں، پھر آپ نے پبلک کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا

"تم میں سے جس کے ساتھ حکومت کے آدمی ناجائز سختی سے پیش آئیں، ان کا مقدمہ میرے یہاں پیش کیا جائے میں ان سے بازپرس کروں گا، اور پورا بدلہ اسے چکھاؤں گا"

آپ کے اس خطاب کو سن کر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا

"کیا آپ ایسے شخص سے بدلہ اور قصاص لیں گے، جو اپنی رعیت کو ادب دے؟"

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر جواب دیا

إی والذی نفسی بیده لأقصه	ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت
وقد رأیت رسول الله صلی	میں مری جان ہے یقیناً بدلہ لوں گا (اور کیسے
الله علیه وسلم یقص من	نہ لوں گا) جب کہ میں نے خود آنحضرت صلعم کو
نفسه (جمع الفوائد ص۳۱ ج۱)	اپنے آپ سے بدلہ لیتے دیکھا ہے۔

الفاظ نقل کرنے کا منشا یہ ہے کہ غور کریں، جواب کا لب و لہجہ کتنا تیز اور برجستہ ہے اور ساتھ ہی کس قدر مدلل اور ٹھوس ہے، کہیں سے کوئی کمزوری اور خواہ مخواہ حکام کی پاسداری کا کوئی جذبہ نکلتا ہے؟ اور وہ کیسے گورنروں کی ناجائز پاسداری کرتے، جس کی زندگی کا نقشہ یہ ہو، کہ اس کی نگاہ میں پبلک اور عوام کی جو عزت ہے وہ کسی اور کی نہیں۔

اسلام میں جو سب سے بڑا مرتبہ رکھتا ہے، وہ بھی قانون میں ایک معمولی انسان سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا، اسی کی ترجمانی ایک دفعہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے (جو ایک جلیل القدر صحابی ہیں) قیصر روم کے دربار میں کی تھی، فرمایا تھا

"ہمارا سردار ہم میں کا ایک فرد ہے، اگر ہمارے مذہب کی کتاب اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کی پیروی کرے، تو ہم اس کو اپنا سردار باقی رکھیں گے، اور اگر ان کے سوا وہ کسی اور چیز پر

لہ انہی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ ہے کہ ایک دفعہ جب قحط پڑا تھا تو آپ نے قسم کھالی تھی، جب تک قحط دور نہ ہو جائے گا گھی اور شہد نہ کھاؤں گا، قحط کے زمانہ میں آپ روٹی زیتون کے تیل کے ساتھ استعمال کرتے رہے، حتیٰ کہ آپ کا معدہ خراب ہو گیا، آپ کا غلام یہ حالت دیکھ کر بازار سے کچھ گھی اور شہد خرید لایا اور عرض کیا، یا امیر المومنین! اپنی قسم کا کفارہ دے دیجئے، اور اسے استعمال کر لیجئے، حضرت عمرؓ نے فرمایا، یہ کیوں کر ہو سکتا ہے؟ جب تک میں خود تکلیف نہ اٹھاؤں، دوسروں کی تکالیف کا اندازہ کیسے کر سکتا ہوں، پھر آپ نے اس گھی اور شہد کو صدقہ کرنے کا حکم دیا (تاریخ ملت ص۱۰۵ ج۲)

عمل کرے، تو ہم اس کو معزول کردیں گے، اگر وہ چوری کرے تو ہاتھ کاٹیں، اگر زنا کرے تو سنگسار کریں، اگر وہ کسی کو گالی دے تو وہ بھی اس کو اسی طرح گالی دے، اور اگر وہ کسی کو زخمی کرے تو اس کا بدلہ دینا پڑے، وہ ہم سے چھپ کر پردے میں نہیں بیٹھتا، وہ ہم سے غرور نہیں کرتا، مال غنیمت میں اپنے آپ کو ہم پر ترجیح نہیں دے سکتا، وہ ہم میں ایک معمولی آدمی کا رتبہ رکھتا ہے[1]"

یہی وجہ ہے اسلام نے حکمراں طبقہ کے صدر اعظم کو خصوصیت سے انصاف کی تاکید کی ہے اور بار بار اسے دہرایا ہے، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعدد اقوال میں بتایا ہے کہ عدل و انصاف امام وقت کا کتنا اہم فریضہ ہے، اور اس کی خلاف ورزی اس کے لئے دین و دنیا میں کس قدر نقصان اور خسران کا سبب ہے، اوپر آپ یہ آیت پڑھ آئے ہیں۔

وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ (النساء - ۸)	جب تم لوگوں میں تصفیہ کرنے لگو تو انصاف سے تصفیہ کیا کرو۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"سلطان روئے زمین پر اللہ کا سایہ ہے، (اس معنی میں کہ رب العالمین نے اسے زمین پر اقتدار بخشا ہے) ہر مظلوم، بندگانِ خدا میں سے اس کی طرف پناہ لینے کی سعی کرتا ہے، پس اگر سلطان نے انصاف برتا تب تو اس کے لئے اللہ کے یہاں بدلہ اور اجر ہے اور رعیت کا فریضہ ہے کہ اپنے منصف سلطان کا شکریہ ادا کرے، اور اگر سلطان نے جور و ظلم سے کام لیا تو اس پر بار گناہ ہے اور رعیت کو صبر سے کام لینا چاہیے[2] (خود رب العزت منتقم حقیقی ہے)

ایک موقع سے سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ حکومت کو عدل و انصاف کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا

"قیامت کے دن اللہ کو سب سے پیارا، اور سب سے زیادہ نزدیک مجلس والا منصف امام ہے،

---

[1] آئینہ حقیقت نما ص ۲۳ [2] مشکوٰۃ کتاب الامارۃ۔

اور قیامت کے دن رب العالمین جس کو سخت ترین عذاب میں مبتلا کرے گا اور اپنے سے دور جگہ دے گا، وہ ظالم امام ہے۔[1]

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ مجھے اپنی امت پر تین چیزوں کا خطرہ ہے، ان میں ایک یہ بھی فرمایا

"سلطان کا جور وظلم کو پیشہ بنانا"[2]

حضرت معاویہؓ کا بیان ہے کہ ایک بار مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"اے معاویہ! اگر تم کسی کام کے ذمہ دار بنائے جاؤ، تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور انصاف کرنا"[3]۔

حضرت عمرؓ بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"قیامت کے دن اللہ کے بندوں میں سے اللہ کے دربار میں سب سے بڑے مرتبہ والا انصاف دوست امام ہے جو رعیت کے حق میں نرم خو اور مہربان ہو، اور لوگوں میں سب سے بدترین اللہ تعالیٰ کے یہاں ظالم امام ہے جو درشت خو اور تند مزاج ہو"[4]

ایک حدیث میں ہے کہ سرکار دو عالم صلعم نے فرمایا

"جو ذمہ دار حکومت اپنی حدود اختیار میں عدل کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنے بغل میں نور منبر عطا فرمائے گا"

ان چند حدیثوں کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیجئے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے عدل وانصاف کی کس قدر تاکید کی ہے اور ظلم وجور سے کس کس طرح روکا ہے۔

یہ عدل وانصاف کی تاکید بے وجہ نہیں، یہی چیز امن وامان کی بنیاد ہے، اور قوم وملک کے اطمینان وسکون کی ضامن کیونکہ اگر عدل وانصاف نہ رہا، تو پھر زندگی کے تمام شعبہ جات پبلک پر تنگ ہو جائیں گے، اور خلیفہ کو من مانی کارروائی کرنے کا موقع

---

[1] مشکوٰۃ عن الترمذی ص۳۲۳ [2] مشکوٰۃ کتاب الامارہ [3] ایضاً [4] مشکوٰۃ کتاب الامارۃ والقضاء ص۳۲۳

مل جائے گا، اگر عدل و انصاف کی کچھ بھی قدر ہے تو حکمراں کا فریضہ ہوگا، کہ وہ حکومت کے تمام شعبوں میں ان آدمیوں کو بحال کرے جو اس کے واقعی مستحق اور اہل ہوں ایک لمحہ کے لئے اس کی گنجائش نہیں نکلتی کہ وہ قرابت داری کا لحاظ کرے یا خاندان و نسل کا پاس، اپنی ذاتی خواہش کو بیچ میں لائے، یا اپنے حرص و ہوس کی غلامی کرے، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

من ولی امر المسلمین شیئاً فولی رجلاً وھو یجد من ھو اصلح للمسلمین منہ فقد خان اللہ و رسولہ (السیاسۃ الشرعیۃ لابن تیمیہ ص۳)

جو شخص کسی کو مسلمان کے معاملوں میں کسی معاملہ کا ذمہ دار بنانے لگے اور ایسے شخص کو بنائے کہ اس کو مسلمان کے حق میں دوسرا لائق ترین شخص مل رہا تھا اس کو چھوڑ دیا تو اس نے اللہ اور اس کے رسول سے خیانت کی

ایک دوسری روایت ہے کہ آپ نے فرمایا

من قلد رجلاً عملاً علی عصابۃ وھو یجد فی ملکہا لعصابۃ ارضی منہ فقد خان اللہ و رسولہ وخان المومنین رواہ الحاکم فی صحیحہ (السیاسۃ الشرعیۃ ص۳)

جو شخص کسی کو کسی قومی کام کا ذمہ دار بنائے حالانکہ اس قوم میں اس کو اس سے زیادہ اچھا آدمی اس کام کے لئے مل رہا تھا، تو اس نے اللہ، اس کے رسول اور مومنوں سے خیانت کی،

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

من ولی امر المسلمین شیئاً فولی رجلاً لمودۃ او قرابۃ بینھما فقد خان اللہ ورسولہ والمسلمین (السیاسۃ الشرعیۃ ص۳)

مسلمانوں کے کسی اہم شعبہ کا کسی کو ذمہ دار بنانا ہو، اور وہ کسی کو صرف اس بنیاد پر اس شعبہ میں رکھ دیا، کہ اس سے دوستی یا قرابتداری تھی، تو اس نے اللہ، اس کے رسول اور مسلمانوں سے خیانت کی

ان حدیثوں سے کتنی صراحت کے ساتھ یہ بات معلوم ہوئی کہ حکومت کے کسی شعبہ میں اگر کام کرنے والوں کی ضرورت ہو تو حکمراں طبقہ آزاد نہیں ہے کہ جس کو چاہے اس جگہ پر رکھ دے، بلکہ اس کا فریضہ ہے کہ جستجو اور تلاش کرکے جو اس کا صحیح لائق ہے اس کے حوالہ کرے، یہ اللہ تعالیٰ اور پبلک کی ایک ضروری امانت ہے اور حکمراں طبقہ امین کی حیثیت رکھتا ہے، اس کی امانت داری کا تقاضا ہے کہ وہ کوتاہی اور غفلت سے کام نہ لے، اقرباپروری، دوست نوازی اور ناجائز پاسداری کا خیال دل کے کونے کونے سے

نکال پھینکے، انہی حدیثوں کے پیش نظر علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے

"حکومت کے تمام محکموں کے لئے ایسے آدمیوں کا انتخاب ضروری ہے، جو اس کے لائق اور صحیح معنی میں اس کی صلاحیت رکھتے ہوں، . . . . اور تمام شعبہ جات کے ذمہ داروں کا فریضہ ہے کہ اپنا نائب اور عامل ان لوگوں کو بنائیں جو ان میں سب سے زیادہ باصلاحیت اور مستحق ہوں"[1]

کسی کو اس وجہ سے جگہ دینے میں ترجیح ہرگز نہ دی جائے، کہ اس نے پہلے درخواست دی ہے، یا اپنی خدمت پیش کی ہے، علامہ ابن تیمیہؒ نے لکھا ہے کہ یہ وجوہ تو جگہ نہ دینے کے ہیں اور دلیل میں صحیحین وغیرہ کی ان حدیثوں کو پیش کیا ہے، جن میں آپ نے حرص و ہوس رکھنے اور درخواست دینے والوں کو جگہ نہیں دی، چنانچہ حدیث میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے خدمتِ نبوی میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ مجھے فلاں جگہ عطا کی جائے، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا۔

انا واللہ لا نولی ھذا العمل احداً سالہ او احدا حرص علیہ (مشکوٰۃ کتاب الامارۃ)

بخدا میں کسی ایسے شخص کو اس کام کا ذمہ دار نہ بناؤں گا، جو مجھ سے اس کا سوال کرے گا، یا جو اس کے لئے لالچ کا اظہار کرے گا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا

"امارۃ کی ہوس نہ کرو، اور نہ اس کے لئے درخواست دو، اگر درخواست اور التجا پہ تمہارے سپرد یہ کام ہوا، تو تم اس اہم کام کو نباہ نہ سکو گے اور نہ تمہاری مدد ہو سکے گی، ہاں اگر بغیر سوال یہ خدمت تمہارے حوالہ کی جائے تو بلاشبہ امداد و اعانت کی امید ہے"[2]

اس طرح ایک دفعہ حضرت ابوذرؓ نے درخواست کی تو فرمایا اور شفقت و محبت کے لب و لہجہ میں فرمایا

---

[1] السیاسۃ الشرعیۃ فی اصلاح الراعی والرعیۃ ص۳ لابن تیمیہ [2] مشکوٰۃ کتاب الامارۃ عن البخاری و مسلم

"ابوذر! تم کمزور ہو، اور یہ کام ذمہ داری کا ہے، قیامت کے دن رسوائی اور باعث ندامت ہوگا (لہٰذا پرہیز کرو) ہاں وہ شخص ایسی ذمہ داری قبول کر سکتا ہے، جو پورے طور پر ذمہ داری کے حقوق کو ادا کر سکے[1] اور کسی کا اپنے کو اس لائق سمجھنا زیبا نہیں)

ایک مرتبہ رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"تم دیکھو گے کہ جو بہترین لوگ ہیں وہ اس طرح کی ذمہ داری کے کام کو بہت ہی ناگوار سمجھتے ہیں ہاں وہ خواہ مخواہ اس ذمہ داری میں پکڑے جائیں وہ الگ بات ہے[2]"

ان حدیثوں کو سامنے رکھتے ہوئے ماننا پڑے گا کہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں حکومت سے متعلق کاموں سے اپنے آپ کو وسعت بھر بچانا ہی اچھا ہے، اور یہ کہ آپ کا یہی دستور تھا کہ جو لوگ حرص و ہوس کا شکار ہو کر خود حکومت کے کسی شعبہ میں رہنا چاہتے تھے، ان کو آپ کسی قیمت پر نہیں رکھتے تھے، اور اس کی وجہ یہی بیان فرماتے تھے کہ ایسی حالت میں مولیٰ کی دستگیری اور پبلک کی اعانت جیسی چاہیے، ہونے کی امید نہیں، ہاں بغیر خواہش کوئی طاقت رہنے پر مجبور کردے، تو خدا کے بھروسہ پر قبول کرلے، کیوں کہ ایسی حالت میں رب العزت کی طرف سے نصرت کی توقع ہے، حدیث میں آیا ہے

من طلب القضاء و استعان علیه	جو شخص شعبہ قضا کا طالب ہو اور اس پر امداد
وکل الیه ومن لم یطلب القضاء	کا خواہاں تو اس کو بے سہارا چھوڑ دیا جائے
ولم یستعن علیه انزل الیه ملکا	گا، اور جو نہ اس کا طالب ہو اور مدد کا خواہاں
یسدده رواه اهل السنن	تو اس کی فرشتہ کے ذریعہ راہ نمائی کی جائے گی۔

(السیاسۃ الشرعیہ صـ)

بہرحال عرض یہ کیا جا رہا تھا کہ حکومت کے مختلف شعبوں میں ان لوگوں کو رکھا جائے جو ان کے اہل ہوں اور رکھنے والے کا فریضہ ہے کہ اصلح اور مستحق کو تلاش کر کے لائے اور

---

[1] مشکوٰۃ کتاب الامارۃ عن البخاری [2] ایضاً عن البخاری ومسلم

جگہ دے، غیر اہل کو کسی صورت میں ذمہ داری کا کوئی کام حوالہ نہ کیا جائے، اگر کوئی اس کے خلاف کرتا ہے، تو وہ امانت کا حق ادا نہیں کرتا، چنانچہ علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

فان عدل عن الاحق الاصلح الی غیرہ لاجل قرابۃ بینھما او ولاء عتاقۃ او صداقۃ او موافقۃ فی بلد او مذھب او طریقۃ او جنس کالعربیۃ والفارسیۃ والترکیۃ والرومیۃ او لرشوۃ یاخذھا منہ من مال او منفعۃ او غیر ذالک من الاسباب او لضغن فی قلبہ علی الاحق او عداوۃ بینھما فقد خان اللہ ورسولہ والمومنین ودخل فیما نھی عنہ فی قولہ تعالی یآ ایھا الذین امنوا لا تخونوا اللہ والرسول ولا تخونوا امانا تکم وانتم تعلمون (السیاسۃ الشرعیۃ ص۲)

(حکمراں طبقہ میں) کسی نے اگر اپنی قرابداری رشتہ آزادی، دوستی، یا شہر، مذہب، طریقہ اور یا جنس کی موافقت کی وجہ سے اصلح اور لایق ترین کو چھوڑ دیا، جیسے عربی نے عربی کو، یا فارسی نے فارسی کو یا رومی نے رومی کو جنس کی وجہ سے ترجیح دیا، یا رشوت میں مال وغیرہ لے کر اس نے ناانصافی کی، یا اس لئے حقدار اور با صلاحیت کو نظر انداز کیا کہ اس سے عداوت یا کینہ وغیرہ تھا ان تمام صورتوں میں اس نے اللہ تعالیٰ، اس کے مقدس رسول اور مسلمانوں سے خیانت کی، اور اس آیت کے تحت داخل ہو گیا جس سے اس سے روکا گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور رسول سے خیانت نہ کرو، اور نہ اپنی امانت میں تم خیانت کرو، حالانکہ تم جانتے ہو۔

حکومت کی ذمہ داری اہل حکومت کے ہاتھوں میں امانت کی حیثیت رکھتی ہے، اسی لئے قرآن پاک اور حدیثوں میں عموماً ایسے موقع کے لئے امانت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، شروع مضمون میں جو آیت میں نے نقل کی ہے اس میں آپ پڑھ آتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ (النساء - ۸) — بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم کو اس بات کا حکم دیتا ہے کہ حقوق ادا کرو

(باقی آئندہ)